

ایک معین دعا کے لیے ایک معین چیلنج

نمبر 3537

ایک وعظ

شائع شدہ بروز جمعرات، 9 نومبر 1916

پیش کردہ سی۔ ایچ۔ سپرجن کے ذریعہ

میٹروپولیٹن عبادت گاہ، نیوٹنگٹن میں

"اور یسوع نے جواب میں اُس سے کہا، تُو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے لئے کروں؟"

مرقس 10:51

یقیناً ہمارے خداوند کے شاگردوں نے گمان کیا ہوگا کہ وہ یروشلیم کو اس لیے جا رہا ہے کہ اپنی بادشاہی کو قبول کرے۔ وہ یہ امید رکھتے تھے کہ وہ اُس زمینی جلال میں شریک ہوں گے، جسے انہوں نے بڑی آرزوؤں سے تصور کیا تھا کہ وہ ابن داؤد کی ذات کے گرد چمکے گا۔ پس جب اُس نابینا نے جرأت کے ساتھ بلند آواز میں اُس کو پکارا، جسے وہ ایک عظیم بادشاہ سمجھتے تھے، تو انہوں نے اسے ایک ناپسندیدہ مداخلت جانا۔

تِماؤس کا بیٹا کون تھا کہ وہ یوں پکارے، "اے ابن داؤد، مجھ پر رحم کر؟" وہ سب اس عظیم جلال کی حضوری میں ڈکھ کی آواز کو خاموش کرنا چاہتے تھے، مگر ہمارے خداوند یسوع المسیح نے اُس نابینا کی دعا کو ناپسندیدہ یا بے ادبی نہ جانا۔ وہ اُس پر غضبناک نہ ہوا، نہ ہی اسے نظر انداز کر کے آگے بڑھا، بلکہ وہ ٹھہر گیا اور حکم دیا کہ اُسے اُس کے پاس لایا جائے۔

کیا ہم اس حقیقت سے تسلی نہ پائیں کہ ہماری دعائیں کبھی بے وقت یا فضول نہیں ہوتیں؟ جب کبھی ہم اپنی گہری مصیبت میں خدا کے حضور آتے ہیں، وہ ہمیشہ ہماری فریاد سننے کو تیار رہتا ہے۔ خواہ اُس کے ذہن میں کتنے ہی عظیم مقاصد یا اہم امور ہوں، مگر وہ اپنے محتاج دُعاگوں کی آہ و زاری پر ضرور توجہ فرمائے گا۔

اگرچہ ہمارا خداوند یسوع المسیح اس وقت بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند ہے، اور ناقابلِ تصور جلال میں ہے، اور بے شمار فرشتے اُس کے حکم کی تعمیل کو اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھتے ہیں، پھر بھی وہ آسمان پر وہی دل رکھتا ہے جو زمین پر گنہگاروں کے لیے تھا۔

ابدی حمد و ثنا کی گرج میں بھی وہ قیدیوں کی آہیں، ڈکھیوں کی فریادیں اور شکستہ دلوں کی آہیں سن سکتا ہے۔ وہ رک کر اندھے فقیر کی پکار کو سنتا ہے اور اپنی شفقت میں اُس کی تکلیف کو دور کرتا ہے۔ کیا یہ اُن کو حوصلہ نہ دے کہ جو اُسے تلاش کر رہے ہیں؟ خواہ شیطان کچھ بھی وسوسہ ڈالے، خدا کے کلام کی اس گواہی کو اپنے لیے تسلی کا باعث بناؤ۔ جس نے زمین پر بوتے ہوئے نابینا کی فریاد سنی، وہ اب بھی آسمان پر سے تمہاری سننے کو تیار ہے۔

اور تُو، اے خدا کے بھٹکے ہوئے فرزند! اگر دعا کرنا تیرے لیے مشکل ہو، تو بھی اگر تُو اپنی فریاد پیش کر سکے، تو تیرا آہ و زاری کرنا سنا جائے گا، تیرے آنسو دیکھے جائیں گے، اور وہ جو رحمت پر خوش ہوتا ہے، تجھے ضرور شرف باریابی بخشے گا۔ وہ بھی جو خدا کے نزدیک رہتے ہیں، بعض اوقات مایوسی میں پڑ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اُن کی آواز آسمان کے دروازے تک نہیں پہنچتی، مگر ایسا نہیں ہے۔ جب میں مقدس کی مانند خدا کے حضور نہ آ سکوں، تو یہ کتنی بڑی رحمت ہے کہ! میں گنہگار کی مانند آ سکتا ہوں!

اور اگر میں اپنے تمام شواہد کھو بیٹھا ہوں، تو بھی یہ کتنی بڑی برکت ہے کہ میں انہیں ڈھونڈنے میں وقت ضائع کیے بغیر، بلا اُرکے، خدا کے رحم کے تخت کے پاس آ سکتا ہوں، جیسا کہ میں ہوں، کسی دلیل کے بغیر!"

"مگر فقط یہ کہ اُس کا خون میرے لیے بہایا گیا۔"

جب میں اپنے اندرونی فضل کی انتہا درجے کی محتاجی میں ننگا، غریب اور مصیبت زدہ پاؤں، تب بھی میں خدا کی یہ آواز سن سکتا ہوں:

"میں تجھے صلاح دیتا ہوں کہ مجھ سے وہ سونا مول لے جو آگ میں تاپا گیا ہو، اور سفید پوشاک کہ تُو ملبوس ہو سکے۔"

ہماری بدترین حالت میں بھی دعا مؤثر ہے۔ جب تک ہم زندہ ہیں، دعا کرتے رہیں۔ جب تک جہنم کے دروازے ہم پر بند نہیں ہو جاتے اور ہم ہمیشہ کے لیے ہلاکت میں محبوس نہیں ہو جاتے، دعا کے حق اور اس کی تاثیر پر شک نہ کریں۔ جب تک زمین پر کوئی دل فریاد کرنے کو موجود ہے، آسمان پر ایک کان سننے کے لیے تیار ہے۔

یہ پہلا تاثر تمہارے دلوں میں پختہ ہو جائے، تاکہ تم ان تین مزید نکات کے لیے تیار ہو جاؤ، جنہیں میں اب تمہارے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

"ہمارے خداوند نے اس نابینا کو شفا دینے سے پہلے اُس سے فرمایا، "تُو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے لیے کروں؟"  
مرقس 10:51

—پس میں یہ نتیجہ اخذ کرتا ہوں کہ

یہ ضروری ہے کہ جو شخص نجات کا طلبگار ہو، وہ جانتا ہو کہ درحقیقت وہ کیا چاہتا ہے، اور بعض اوقات مسیح نجات دینے میں تاخیر فرماتا ہے تاکہ انسان اس بے بہا برکت کے مفہوم کو زیادہ واضح طور پر سمجھ لے۔

بہت سے ایسے لوگ جو نجات پانے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں، انہیں درحقیقت معلوم ہی نہیں کہ نجات کا مطلب کیا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ بہت سے لوگ جو نجات پانے کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ درحقیقت مذہبی جوش و جذبہ کے زیر اثر ہوتے ہیں، وہ ان نصیحتوں سے متاثر ہوتے ہیں جو انہوں نے سنی ہوتی ہیں، لیکن وہ اس بنیادی سچائی سے نا آشنا ہوتے ہیں جس پر حقیقی اُمید کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔

عام تصور یہی ہے کہ نجات پانے کا مطلب ہے ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے بچ جانا، ابدی ہلاکت کی سزا سے چھوٹ جانا۔ یہ حقیقت ہے کہ نجات میں یہ چیز شامل ہے، مگر نجات کا مقصود صرف یہی نہیں۔ یہ نجات کا نتیجہ ضرور ہے، مگر نجات کی اصل حقیقت اس سے کہیں زیادہ گہری ہے، جو نجات یافتہ روحوں پر منکشف ہوتی ہے۔

انسان، خدا کی حمد ہو، اپنی وفات سے کئی سال پہلے نجات پا سکتا ہے، بلکہ وہ اپنی نجات سے آگاہ بھی ہو سکتا ہے۔ کسی لحاظ سے وہ اتنا ہی مکمل طور پر نجات یافتہ ہوتا ہے جتنا کہ وہ آسمان پر پہنچنے کے بعد ہوگا۔ نجات کا دن عدالت کے دن تک مؤخر نہیں، نہ ہی نجات کا مطلب محض جہنم سے رہائی ہے، بلکہ یہ تو اسی دنیا میں حاصل کی جا سکتی ہے، جب تمہارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور تم اس موجودہ شریر جہان سے چھڑائے جاتے ہو۔

یہ بھی ممکن ہے کہ تمہارا تصور یہ ہو کہ نجات صرف گناہوں کی معافی کا نام ہے۔ یہ درست ہے، لیکن اس میں نجات کا سارا مفہوم شامل نہیں۔ جب تم کہتے ہو، "میں چاہتا ہوں کہ میرے گناہ معاف ہو جائیں"، تو کیا تم جانتے ہو کہ گناہ کیا ہے؟ کیا تم نے کبھی گناہ کی حقیقت کو حقیقی طور پر سمجھا ہے؟ ہم اکثر مخصوص الفاظ استعمال کرتے ہیں، مگر ان کے حقیقی مفہوم پر غور نہیں کرتے۔

پس جان لو کہ تم نے خدا کی شریعت کو توڑا ہے، نہ صرف ان احکام کو پورا کرنے میں کوتاہی کی جنہیں تمہیں پورا کرنا چاہیے تھا، بلکہ ان کاموں کو کر کے جو تمہیں نہیں کرنے چاہیے تھے۔ خروج کے بیسویں باب میں درج دس احکام آئینے کی مانند ہیں، جن میں تم دیکھ سکتے ہو کہ تم نے کیا کیا ہے اور کیا چھوڑ دیا ہے۔

یہی وہ احکام ہیں جو تمہارے خلاف خدا کے عدل کے تخت کے سامنے گواہی دیتے ہیں، اور یہ یقینی ہے کہ وہ تمہیں ہلاکت میں لے جائیں گے، جب تک کہ تم ان کی بولناک سزا سے رہائی نہ پاؤ۔

مزید برآں، گناہ کا بوجھ اور اس کی سنگینی پر غور کرو۔

کیا تم نے گناہ کا بوجھ محسوس کیا ہے؟

پتھر بھاری ہے، اور ریت بھی بوجھل ہے، "سلیمان کہتا ہے، لیکن افسوس! گناہ کا وزن کس سے موازنہ کیا جا سکتا ہے؟" داؤد نے اس بوجھ کے نیچے کراہتے ہوئے کہا:

"میرے گناہ میرے سر سے بڑھ گئے ہیں، وہ ایک بھاری بوجھ کی مانند ہیں، جو میرے لیے ناقابل برداشت ہو گیا ہے۔"

زبور 38:4

تمام وہ بوجھ جو تم پر زندگی کی مشقتوں، دنیاوی آفات، یا مشیتِ الہی کی آزمائشوں کے سبب آن پڑیں، وہ گناہ کے بوجھ کے برابر نہیں ہو سکتے، کیونکہ یہی وہ بوجھ ہے جو ضمیر کو دبائے رکھتا ہے، دل کو کچل دیتا ہے، اور روح کی تمام قوتوں کو مفلوج کر دیتا ہے۔ "آدمی کی روح اس کی بیماری کو سنبھال لیتی ہے، لیکن شکستہ روح کو کون برداشت کر سکتا ہے؟" (امثال 18:14)۔

وہ ضمیر جو گناہ کے احساس سے مجروح ہو، اسی شکستہ روح کا مفہوم واضح کر دیتا ہے، جو انسان کے لیے ناقابلِ برداشت ہے۔ اگر یہ ہولناک بوجھ اُس پر طویل عرصے تک رہے، تو اس کی روح خداوند کے حضور بالکل مضمحل ہو جائے گی۔ اگر رحمتِ جلدی نہ پہنچے، تو لوگ عقل سے محروم ہو سکتے ہیں، دیوانگی اور مایوسی کے باعث ناامیدی میں گر سکتے ہیں، اور ناامیدی انہیں ہلاکت میں ڈال سکتی ہے۔

آہ! کیسا زہریلا ہے گناہ کا زہر، جب اس کے تیر دل میں پیوست ہو جائیں اور زخم پکنے لگے! کیا تم نے جانا ہے کہ گناہ کیا ہے؟ اگر نہیں، تو مجھے اندیشہ ہے کہ تمہاری دعا بے معنی ہو گی، جیسا کہ یعقوب اور یوحنا کی تھی، جن سے کہا گیا: "تم نہیں جانتے کہ کیا مانگتے ہو" (مرقس 10:38)۔ جب تم گناہ کی معافی کے لیے دعا کرتے ہو، تو کیا تمہیں کبھی یہ خیال آیا ہے کہ گناہ حقیقت میں کس سزا کا مستحق ہے؟ اور یہ کس قسم کا بدلہ طلب کرتا ہے؟

ہمیشہ یاد رکھو کہ جو بھی گناہ ہم نے کیا ہے، وہ ہمیں خدا کے غضب کے حوالے کر دیتا ہے۔ وہ غضب جو کلامِ مقدس میں ہولناک تصویروں سے بیان کیا گیا ہے، ایک ایسی آگ کے مانند جو کبھی نہیں بجھتی، اور ایسی بھڑکتی ہوئی لپٹ کے مانند جو کبھی ماند نہیں پڑتی۔

ہمیں اس سزا سے رہائی دلانے کے لیے، یہ بالکل ضروری تھا کہ کوئی اور ہماری جگہ اس عذاب کو برداشت کرے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہم گناہ کی معافی کو دانشمندی سے طلب کرتے ہیں، جب تک کہ ہم مصلوبِ نجات دہندہ، ذبح کیے گئے بڑے کو نہ دیکھ لیں، جو ہماری جگہ کھڑا ہوا اور اپنے آپ کو قربان کر کے گناہ کو مٹا دیا۔ آہ! اے جستجو کرنے والی جان، اگر تمہیں گناہ کے بوجھ کا احساس ہے، اور اگر تم جانتے ہو کہ مسیح نے اسے برداشت کیا، تو تبھی تم کہہ سکتے ہو: "اے خداوند، میں چاہتا ہوں کہ میرے گناہ معاف کیے جائیں" جب وہ تم سے پوچھے: "تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے لیے کروں؟" (مرقس 10:51)۔

اور پھر بھی نجات صرف جہنم سے خلاصی اور معافی گناہ پر ہی مشتمل نہیں، بلکہ یہ روح کو گناہ کے غالب تسلط سے بھی آزاد کر دیتی ہے۔ ہم میں سے جو گناہ کے جرم سے نجات پا چکے ہیں، وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ہم اپنی فطرت میں گناہ کی طاقت سے مکمل طور پر آزاد نہیں ہوئے۔ وہ پیارے جو اس دنیائے فانی سے رخصت ہو کر آسمان کی بادشاہی میں داخل ہو چکے، اور بغیر کسی پردے کے خدا کے چہرے کا نظارہ کر رہے ہیں، وہ گناہ کی موجودگی سے مکمل طور پر نجات پا چکے ہیں۔ مگر ہم میں سے کوئی بھی اس مبارک آزادی کا ابھی مکمل تجربہ نہیں کر سکتا، اگرچہ کچھ لوگ کامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، مگر افسوس! وہ اپنے غرور کے سبب اپنے ہی دعوے کو کمزور کر دیتے ہیں۔

تاہم، گناہ کی حاکمانہ قوت سے نجات لازمی ہے، اور ہر ایماندار کو اس میں نمایاں کامیابی حاصل کرنی چاہیے، ورنہ وہ ہرگز خداوند کا چہرہ قبولیت کے ساتھ نہ دیکھ پائے گا۔

آے بھائیو! ہمیں اپنی غالب برائیوں کو مغلوب کرنا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ "کوئی شرابی، بدکار، حریص، یا بُت پرست، خدا کی بادشاہی میں میراث نہیں پائے گا؟" (1 کرنتھیوں 6:9-10)۔ یہ گناہ جڑ سے کاٹے جانے چاہئیں، انہیں قتل کر دینا چاہیے اور مغلوب کرنا چاہیے۔ اور جہاں تک دیگر گناہوں کا تعلق ہے، وہ تمہارے دل کے شہری نہ رہیں۔ تمہیں انہیں ایسے اجنبی اور غیر مہمان سمجھنا چاہیے، جنہیں جیسی طرح کنعانیوں کو وعدہ شدہ سرزمین سے نکالا گیا تھا، اسی طرح نکال باہر کرنا ہے۔

پس اپنی جسمانی خواہشوں کو مار ڈالو، اپنی نفسانی خواہشوں کو مغلوب کرو، اور اپنی بدی پر غالب آؤ! (کلیسیوں 3:5)۔

"لیکن" وہ آدمی جواب دیتا ہے، "میں یہ کیسے کر سکتا ہوں؟"

یہ نہایت موزوں سوال ہے! تم خود سے نہیں کر سکتے، لیکن مسیح فرماتا ہے: "تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے لیے کروں؟" (مرقس 10:51)۔ اُس کی قدرت ہر ضرورت کے برابر ہے۔ کوئی گناہ ایسا قوی نہیں جو مسیح کی طاقت سے بالاتر ہو۔ جب وہ زمین پر تھا، کوئی ایسا شیطان نہ تھا جسے وہ نکال نہ سکتا، تو کوئی ایسا گناہ بھی نہیں جو اُس کے حکم سے فنا نہ ہو سکے۔ ہمارے خداوند کے ایک ہی فرمان پر ایک لشکرِ بدروحوں بھاگ گئیں۔ پس شک مت کرو کہ شدید خواہشات اور طیش بھرے مزاج بھی اُس کے نام کی قدرت سے مغلوب ہو سکتے ہیں۔

آے بھائیو! ہمیں کبھی تھوڑی سی پاکیزگی پر قانع نہ رہنا چاہیے۔ یوں نہ سوچو کہ تم اپنے موجودہ کمزور قد میں کبھی اضافہ نہیں کر سکتے۔ اوروں نے ترقی کی ہے۔ تم سے پہلے کئی لوگ دینداری، فروتنی اور ہر فضل میں تم سے کہیں زیادہ ممتاز

ہوئے ہیں۔ جن برکتوں تک خداوند نے انہیں پہنچایا، وہ تمام ایمانداروں کے لیے یکساں دستیاب ہیں، اُسی راہنمائی اور اُسی الٰہی قدرت کے وسیلے۔ پس ہمیں پاکیزگی کی طلب کرنی چاہیے، نئے جوش سے اُس کے پیچھے چلنا چاہیے۔ صرف زندہ رہنے پر قناعت نہ کرو، بلکہ بڑھنے کی جستجو کرو؛ محض دودھ پینے والے طفل نہ بنے رہو، بلکہ قوی مرد بنو جو خدا کے کلام کی مضبوط خوراک کا لطف اٹھائیں۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ سینکڑوں لوگ نجات پانے کی خواہش ہی نہیں رکھتے، بلکہ اگر یہی نجات ہے تو وہ اسے لینا بھی نہ چاہیں گے۔ اے شخص، اگر تُو نجات پانے گا تو اُن لذتوں سے بھی نجات پانے گا جن میں تُو اب عیش کر رہا ہے۔ تم میں سے بعض، جب چھٹی ملتی ہے، تو اپنی بگڑی ہوئی طبیعت اور بُری خواہشات کی پیروی میں اُن جگہوں کا رخ کرتے ہیں جہاں تمہارے جیسے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اگر تم نجات پا لو، تو تمہاری صحبت بھی بالکل بدل جائے گی۔ وہ سنگت جو تمہیں اب پسند ہے، وہ تمہارے لیے ناگوار ہو جائے گی، اور وہ لذتیں جو تمہیں اب مرغوب ہیں، تمہیں مکروہ معلوم ہوں گی، جیسے وہ پہلے تمہارے لیے دلکش تھیں۔

جب تم کہتے ہو، "اے خداوند، مجھے بچا" تو کیا تمہارا مطلب یہ ہے  
اے خداوند، مجھے وہی سے بچا جو میں ہوں؛ میں شرابی تھا، مجھے ہوشیار بنا؛ میں ناپاک تھا، مجھے پاک کر؛ میں بے ایمان تھا، مجھے راستباز کر؛ میں مکار تھا، مجھے سچ بولنے والا بنا؛ میں تیرے احکام کو توڑنے والا تھا، مجھے تیرے کلام کو ماننے والا بنا؛ میں تیرا دشمن تھا، اے خداوند، مجھے اپنا دوست بنا؛ میں نے اپنے پیٹ کو اپنا خدا بنایا، اب تُو میرا خدا بن؛ میں تیرے ساتھ صلح کرنا چاہتا ہوں، تاکہ تیری مرضی میری مرضی ہو، تیری خدمت میرا مسرور کام ہو، اور تیرا راستہ وہ راہ ہو جسے میں اختیار کروں؟"

کیا تم واقعی یہی چاہتے ہو؟ اگر کوئی شخص ایمانداری سے کہے، "ہاں، میں گناہ سے نجات پانے کی آرزو رکھتا ہوں" تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ زیادہ دیر تک اس آرزو میں نامراد رہے گا، بلکہ خداوند یسوع اُس سے فرمائے گا، "تیرا ایمان تجھے شفا بخشتا ہے" (لوقا 8:48)۔ وہ تمہیں بچا سکتا ہے، اور وہ تمہیں بچائے گا، اگر تمہارا مطلب یہی ہے۔

اور تم نیکوکار مسیحی جو گناہگاروں کے تبدیل ہونے کی جستجو میں ہو، کوشش کرو کہ یہ کام مسیح کے اپنے طریقے سے کرو۔ انہیں مسیح پر ایمان لانے کی نصیحت کرنا بجا ہے، اور میں پسند کرتا ہوں کہ تم یہ گاتے رہو

"مصلوب پر ایک نگاہ میں زندگی ہے"

لیکن یاد رکھو کہ ایک انسان کو ایمان لانے سے پہلے گناہ کی حقیقت اور نجات دہندہ کی ہستی کا کچھ فہم ضرور ہونا چاہیے، کیونکہ "ایمان سننے سے آتا ہے، اور سننا خدا کے کلام سے" (رومیوں 10:17)۔ پس کوشش کرو کہ لوگوں کو خوشخبری کی تعلیم دو۔ صرف یہی پکارنا کہ "ایمان لاؤ، ایمان لاؤ، ایمان لاؤ!" بغیر اس کی وضاحت کے کہ ایمان کس پر لانا ہے، کیوں لانا ہے، اور ایمان کی حقیقت کیا ہے، سودمند نہ ہوگا، چاہے وہ آواز کتنی ہی پر جوش کیوں نہ ہو۔ کیونکہ گناہگار لازماً یہ سوال "کرے گا،" مجھے کس پر ایمان لانا ہے؟ مجھے کیا ماننا ہے؟ مجھے کیوں ایمان لانے کی ضرورت ہے؟

پس، روح القدس کی قدرت میں جانوں کو جیتنے کے کام میں لگ جاؤ، اور عقل کے ساتھ اس کام کو انجام دو۔ جیسے خداوند یسوع نے اندھے کی آنکھیں کھولنے سے پہلے اُسے یہ کہلوا یا کہ وہ کیا چاہتا ہے، نہ کہ اپنی آگاہی کے لیے، بلکہ خود اُس شخص کی سمجھ کے لیے، کہ وہ یسوع سے یہی کہے، "اے خداوند، کہ میں بینا ہو جاؤں" (لوقا 18:41) اسی طرح جب تم خوشخبری کی منادی کرو، تو گناہگاروں کو یہ بھی سمجھاؤ کہ انہیں خوشخبری کی کیوں ضرورت ہے۔ صرف نصیحتیں، تنبیہات اور تلقین دینا کافی نہیں، بلکہ انہیں تعلیم بھی دو۔ ورنہ ایسا ہوگا کہ تم انہیں دعوت دو، مگر ضیافت نہ ہو؛ تم انہیں پانیوں کی طرف بلاؤ، مگر یہ نہ بتاؤ کہ وہ پانی کیا ہے۔

پس، اب سے تمہارا یہ فرض ہو کہ گناہگاروں کو خداوند کی راہ کی تعلیم دو، جیسا کہ داؤد کہتا ہے: "تب میں خطاکاروں کو تیری راہیں سکھاؤں گا، اور گناہگار تیری طرف رجوع لائیں گے" (زبور 51:13)۔  
—یہ پہلا درس تھا، اب ہم دوسرے نکتے کی طرف بڑھتے ہیں

دعا میں ایک خاص مقصد کا تعین کرنے کی ضرورت

یہ مسکین آدمی ایک عام دعا کے ساتھ نہیں چھوڑا گیا۔ اُس نے پکارا: "اے داؤد کے بیٹے، مجھ پر رحم کر" — یہ ایک نہایت عمدہ اور بابرکت دعا تھی، مگر یہ کافی وسیع تھی۔

"چنانچہ اُسے زیادہ مخصوص درخواست کرنے کی ترغیب دی گئی: "تُو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے لیے کروں؟"  
"تُو رحم مانگتا ہے، مگر کس قسم کی؟ کونسی برکت تجھے درکار ہے؟"

تب وہ نابینا فوراً کہتا ہے، "اے خداوند، کہ میں بینا ہو جاؤں" — وہ سیدھا نشانے پر پہنچتا ہے۔ اُسے نظر چاہیے، اور وہ نظر ہی مانگتا ہے۔

یہی وہ طریقہ ہے جس سے ایمانداروں کو دعا مانگنی چاہیے۔ کاش ہمارے دعا کے اجتماعات میں اس روش کو زیادہ اپنایا جائے! میں شکایت نہیں کرتا، کیونکہ خدا نے ہمیں بابرکت دعاؤں کے مواقع دیے ہیں، مگر جان لو کہ بہترین دعائیں وہی ہیں جو سنجیدگی اور خلوص کے ساتھ براہ راست مقصد پر مرکوز ہوں۔

تم جانتے ہو کہ بعض اوقات، نجی دعا میں یا خاندانی دعا میں، ہم بہت سی نیک باتیں تو کہتے ہیں، اپنی روحانی تجربات بیان کرتے ہیں، فضل کے عقائد پر غور کرتے ہیں، مگر کسی مخصوص چیز کی درخواست نہیں کرتے۔ ایسی دعا سننے والوں کے لیے غیر دلچسپ ہوتی ہے، اور شاید دعا مانگنے والے کے لیے بھی بوجھل ہو جاتی ہے۔

ایک حبشی، جو دعا میں اپنے غیر معمولی جوش کے لیے مشہور تھا، ایک بار پوچھا گیا کہ وہ ہمیشہ اتنی شدت کے ساتھ کیوں دعا کرتا ہے۔ اُس نے جواب دیا

کیونکہ جب میں بادشاہ کے پاس جاتا ہوں، تو میرے پاس ہمیشہ کوئی کام ہوتا ہے! میں جانتا ہوں کہ مجھے کسی چیز کی ضرورت ہے، اور میں اُس سے وہی مانگتا ہوں، اور میں اُس وقت تک رُکنا ہوں جب تک کہ وہ مجھے نہ دے۔ اور اگر وہ مجھے "افوراً نہ دے، تو میں دوبارہ مانگتا ہوں، بار بار مانگتا ہوں، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میں کس لیے آیا ہوں

ایسا کیا فائدہ کہ کوئی شخص سارا دن ایک صراف کے دروازے کے اندر اور باہر آتا جاتا رہے، جب کہ اُس کے پاس نہ کوئی لین دین ہو اور نہ کچھ حاصل کرنے کو؟ لیکن جب کوئی اپنے چیک کے ساتھ آگے بڑھتا ہے اور اُس کے بدلے سونے کے سکے حاصل کرتا ہے، تو معاملہ بالکل مختلف ہوتا ہے۔

یہ ہے حد بے لطف ہوتا کہ کوئی ہر صبح و شام ملکہ معظمہ کی خدمت میں صرف یہ کہنے کو حاضر ہو، "اے ملکہ، تیرا وفادار اور مخلص تابع فرمان حاضر ہے" — اور کبھی کچھ مانگے ہی نہیں۔

لیکن افسوس، کیسی کثرت سے ایسی ہی دعائیں آسمان کی طرف بھیجی جاتی ہیں، جو بجلی کی جھلک کی مانند ہیں، مگر وہ کاری چمک نہیں جو کام کرتی ہے۔ یہ ایسی دعائیں ہیں جیسے کوئی تیر چلا کر چاند کو نشانہ بنانے کی کوشش کرے، بجائے اس کے کہ داؤد کی مانند کہے، "صبح کو میں اپنی دعا تجھ تک پہنچاؤں گا" (زبور 5:3)۔

وہ ہدف کو دیکھتا ہے، اس کا مرکز نشان زد کرتا ہے، پھر کمان کھینچ کر تیر چلاتا ہے، اور جب وہ اپنی دعا پیش کر چکتا ہے تو مزید کہتا ہے، "اور میں انتظار کروں گا" — گویا دیکھنے کے لیے کہ آیا وہ تیر واقعی اپنے نشانے پر پہنچا، اور دعا نے خدا کے حضور رسائی حاصل کی تاکہ اُس کا فضل بخش جواب حاصل ہو۔

کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ جب ہم تنہائی میں دعا کرنے کے لیے تیار ہوں، تو کچھ دیر کے لیے ٹھہر کر سوچیں کہ ہم کیا مانگنے جا رہے ہیں؟ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم دعا کرنے سے پہلے اس حقیقت کو یاد کریں کہ "انسان کے دل کی تیاری اور زبان کا جواب دونوں خداوند کی طرف سے ہیں" (امثال 16:1)، اور یہ کہ دل کی تیاری زبان کی دعا سے پہلے ہونی چاہیے؟ جب ہم خدا کے حضور قربانیاں پیش کرتے ہیں، تو بے ترتیبی اور جلد بازی ہمارے لیے مناسب نہیں۔

ہمیں بغیر سوچے سمجھے اُس کے حضور حاضر نہیں ہونا چاہیے۔ جیسے کسی بادشاہ کے دربار میں ایک شائستگی درکار ہوتی ہے، ویسے ہی بادشاہوں کے بادشاہ کے حضور بھی ایک ادب لازمی ہے۔

اگرچہ ہمیں یہ شرف حاصل ہے کہ ہم اُس سے "اے ہمارے باپ" کہہ کر مانگ سکتے ہیں، کیونکہ ہم آسمان و زمین کے خداوند کے پیارے فرزند ہیں، لیکن ہمیں وہ فروتنی ہرگز نہیں بھولنی چاہیے جو اُس کے جلال کے شایانِ شان ہے، اور وہ عاجزی جو اُس عظیم بادشاہ کے وفادار بندوں کو زیب دیتی ہے۔

وہ نرمی سے پوچھتا ہے، اور ہمیں ادب کے ساتھ جواب دینا چاہیے، "تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے لیے کروں؟" (مرقس 10:51)۔

اب، اے عزیزو، میں تم سے ایک صاف سوال کا صاف جواب چاہتا ہوں۔ جیسے تم اس گھر میں بیٹھے ہو، تمہاری سب سے بڑی خواہش خداوند کے حضور کیا ہے؟ تمہارا دل کیا گواہی دیتا ہے؟ ایسا جواب دو کہ جب تم اپنے گھر جاؤ، تو رات کے اختتام پر دعا میں خداوند کے حضور وہی درخواست لے کر جا سکو۔

تمہاری روح کی سب سے بڑی آرزو کیا ہے؟ شاید کچھ لوگوں کے لیے یہ ہے کہ وہ اپنے کسی غالب گناہ پر فتح پا لیں۔ آہ! اگر میں اپنے غصے پر قابو پا سکوں تو کیا کچھ نہ دے ڈالوں! یہ میرا روز کا بوجھ ہے، اور میں اسے اپنے اندر رکھتا "نہیں چاہتا۔"

کوئی اور کہتا ہے، "میں بہت بے یقین ہوں، معمولی سی مصیبت مجھے فوراً گرا دیتی ہے، کاش میں اپنے شک و شبہ سے "نجات پا لوں"

مگر عزیزو، عین ممکن ہے کہ جس گناہ کے خلاف تمہیں دعا کرنی چاہیے، اُس کے خلاف تم کوشش ہی نہیں کر رہے ہو۔ اگر میں تمہارے پاس آ کر تمہارا دامن پکڑوں اور تمہیں بتاؤں کہ تمہارا اصل گناہ کیا ہے، تو شاید تم مجھ سے سخت ناراض ہو جاؤ، کیونکہ ہم میں سے اکثر اپنے عیب بتانے والوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ جب کوئی ہمارے زخم کو چھوتا ہے، تو اس کے اعصاب میں جھنجھلاہٹ پیدا ہوتی ہے، اور ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے جان بوجھ کر تکلیف دی جا رہی ہو۔

جب کوئی شخص کسی ایسی بات کی شکایت کرتا ہے جسے ہمارا دل گواہی نہیں دیتا، تو ہم اُس کی نیت کو بھلا جان کر اُس کی بات کو نرمی سے قبول کر لیتے ہیں، اور سوچتے ہیں کہ اگر وہ ہمیں بہتر جانتا تو شاید ہمیں زیادہ عزت دیتا۔ مگر جب وہ واقعی ہمارے زخم کو چھوتا ہے، جہاں سب سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے، تو ہمیں اُس کا برتاؤ پسند نہیں آتا۔ ہم چہرے کی سُرخی کو محسوس کرتے ہیں، اور اُس شرمندگی کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں جسے ہم عیاں نہیں ہونے دینا چاہتے۔

مگر اب اُس بدی کو نہ چھپاؤ جسے عالم الغیب خدا دیکھتا ہے۔ یہ وقت ہے دل کی چھان بین کرنے کا۔  
**"اب کہو،" اے خداوند، کیا میرا گناہ لالچ ہے؟**  
 یہ ایسا گناہ ہے جسے میں نے کبھی کسی شخص کے منہ سے اقرار کرتے نہیں سنا۔

ایک رومی کاتھولک پادری، جس نے تقریباً دو ہزار افراد کے اقرار گناہ سنے، کہا کہ اُس نے لوگوں کو ہر قسم کی بولناکی بدکاریوں کا اعتراف کرتے سنا، یہاں تک کہ قتل اور زناکاری کا بھی، مگر کبھی کسی کو لالچ کا اعتراف کرتے نہ پایا۔ یہ ایسا جرم ہے جسے لوگ نیا نام دے کر جائز ٹھہراتے ہیں۔ لالچی آدمی سمجھتا ہے کہ وہ دور اندیش ہے، وہ محض برے وقت کے لیے کچھ رقم پس انداز کر رہا ہے۔ وہ اپنی حرص کو یوں بیان کرتا ہے کہ وہ اپنے لیے نہیں، بلکہ اپنے گھرانے کے لیے مہیا کر رہا ہے، اپنی بیوی اور بچوں کے لیے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہم یہ مان لیں کہ اُن کی محنت اور تگ و دو درحقیقت ایک ایثار ہے۔ مگر حقیقت میں اُن کی دولت اُن کی دھوکہ دہی ہے۔ اُن کی ساری خواہش یہی ہے کہ "پکڑو اور تھامو، رکھو اور سنبھالو" — یہاں تک کہ اُن کے لیے چھوڑنا بھی دیر سے ہوتا ہے، جب وہ اُس مال کے وارث مقرر کرتے ہیں جسے وہ خود سنبھال نہیں سکتے۔

ہائے افسوس! ہم اکثر اتنے بدکار ہوتے ہیں کہ اپنی حرص کے جواز میں محبت کا بہانہ تراشتے ہیں۔ آئیے، اس معاملے میں دیانت داری سے کام لیں۔ جب ہم اپنے گناہ کا سامنا کریں، تو اُسے پورے اُس کے گناہ کے ساتھ قبول کریں، اور اُس کی شجاعت کا اعتراف کریں۔ کسی دھوکہ دہی سے کام نہ لیں، نہ اُسے کسی چھوٹے سے فائدے میں بانٹ کر اپنے ضمیر کو مطمئن کریں۔

داؤد جب پوری معافی کا طلبگار ہوا، تو اُس نے کہا، "مجھے خُون کے گناہ سے چھڑا" (زبور 51:14)۔ اُس نے اپنے گناہ کی بولناکی کو مانا جب اُس نے کفارہ مانگا۔ "میرے خُون کے گناہ کو معاف کر" — ایک ایسا شخص جو اپنے جرم کو اُس کے انجام کی روشنی میں دیکھتا ہے، نہ کہ وہ جو بہانے تراش کر اُسے ہلکا بنانے کی کوشش کرتا ہے

**"تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے لیے اس معاملے میں کیا کروں؟"**

اگر تمہارے پاس کوئی مخصوص گناہ نہیں جس کا تمہیں اعتراف کرنا ہو — اگر اس وقت یہ تمہاری سب سے بڑی فکری بات نہیں — تو پھر تمہاری درخواست کیا ہے؟ تمہیں کیا چاہیے؟  
 کیا وہ کوئی بہت بڑی ضرورت ہے؟  
 یا کیا وہ چھوٹی چھوٹی حاجات ہیں؟

وہ سب کچھ خدا کے حضور بیان کیا جا سکتا ہے۔ اپنی طلب کو واضح طور پر سمجھو کہ تم واقعی اُس سے کیا مانگنا چاہتے ہو، یہ جانتے ہوئے کہ تمہاری جو بھی ضرورت ہو، اُس کے لیے یہ وعدہ موجود ہے

میرا خدا تمہاری ہر ایک ضرورت کو اپنے جلال کی دولت کے موافق مسیح یسوع میں پوری کرے گا" (فلیپیوں 4:19)۔

نہ کہ وہ صرف کچھ ضرورتیں پوری کرے گا، بلکہ "ہر ایک ضرورت"۔  
 نہ کہ وہ شاید پوری کرے، بلکہ "وہ کرے گا"۔  
 نہ کہ تمہیں خود اُس کی فراہمی کرنی پڑے، بلکہ "وہ فراہم کرے گا"۔

پس سوچو، تمہاری طلب کیا ہے، اور پھر خدا کے حضور جاؤ۔

کیا کوئی خاص برکت ہے جس کی تم خواہش رکھتے ہو؟  
دعا میں مانگنے سے پہلے، اُس برکت کو واضح طور پر سمجھو کہ وہ کیسی ہے اور تمہیں کس صورت میں مطلوب ہے۔

ہائے! اگر مجھے اپنی مرضی سے چننے کا حق دیا جائے، تو میں آسمانی خیالات مانگوں گا۔  
ہائے! اگر کوئی آدمی یہ حاصل کر لے، تو اُسے اس بات کی پروا نہیں رہتی کہ وہ کہاں رہتا ہے، کیا کھاتا ہے، کتنا سوتا ہے، یا کتنا دکھ اٹھاتا ہے، کیونکہ آسمانی ذہنیت ہی آسمان ہے۔  
انسان کا دل یہاں زمین پر بھی اپنا آسمان بنا سکتا ہے، اور وہاں اوپر بھی۔  
یقیناً، آسمان کا ایک مقام ضرور ہے، مگر وہ زیادہ تر ایک حالت ہے بجائے کسی جگہ کے۔  
ہائے! کہ مجھے زیادہ آسمانی خیالات ملیں

تمہیں کیا چاہیے؟  
کیا مسیح کے ساتھ رفاقت؟  
کیا روحوں سے محبت؟  
کیا شکستہ دل؟  
کیا سچی فروتنی؟

میں تم سے کہتا ہوں، جیسے زمین ابراہیم کے سامنے کھلی تھی کہ وہ جا کر اُسے حاصل کرے، ویسے ہی "زمین تیرے سامنے ہے، کہ تو آگے بڑھ کر اُسے قبضہ میں لے لے؛ مانگ جو کچھ تو چاہے، اور وہ تجھ سے کیا جائے گا"۔

کون سا وعدہ ہے جسے تم آج رات اپنے لیے پورا ہوتا دیکھنا چاہتے ہو؟  
یہ ایک عمدہ مشق ہے کہ شام کی دعا سے پہلے، اُس وعدہ کو تلاش کرو جو تمہاری حالت کے عین مطابق ہو، یا خداوند سے دعا کرو کہ وہ خود اُس وعدہ کو تم پر ظاہر کرے اور اُسے تمہاری روح پر لاگو کرے۔

اگر بیماری دروازے پر ہے، تو یہ وعدہ لے لو:  
اے خداوند، تُو نے فرمایا ہے کہ، 'ہزار تیرے پاس گریں گے، اور دس ہزار تیرے دہنے ہاتھ پر، لیکن وہ تیرے نزدیک نہ آئے' "اے خداوند، اب اس وعدہ کو پورا کر

اگر تم رات کے سناتے میں کسی خوفناک آواز سے گھبرا جاتے ہو، تو یہ وعدہ یاد کرو:  
تُو رات کے دہشت سے نہ ڈرے گا۔"

شاید تمہیں روزی کی کمی پریشان کر رہی ہو؟  
تو یہاں ایک اور وعدہ ہے:  
تیری روٹی تجھے دی جائے گی، اور تیرا پانی یقیناً مہیا ہوگا۔"

جب تم نے ایک دن اپنی دراز کی چابی گم کر دی، اور اُسے کھول نہیں سکے، تو تم نے کیا کیا؟  
تم نے کسی قفل ساز کو بلایا، جو ایک پرانی زنگ آلود چابیوں کا گچھا لے آیا۔  
کس لیے؟

تاکہ وہ اُس میں سے وہی چابی تلاش کرے جو تمہارے قفل کے مطابق ہو، اور یوں تمہاری دراز کھل جائے۔

ہائے! بہت سے لوگوں کی بائبل بالکل اُسی گچھے کی مانند ہے، پرانی اور زنگ آلود چابیوں سے بھری ہوئی حالانکہ خدا کے وعدوں میں ہمیشہ وہی کلید موجود ہوتی ہے جو تمہاری ضرورت کے قفل کو کھول سکتی ہے—اگر تم صرف اُسے تلاش کرنے کی زحمت کرو۔

مگر بعض اوقات ہم ایسے مصیبت میں پھنس جاتے ہیں جیسے "مسیحی" اور "امیدوار" شک کے قلعہ میں تھے۔

اور ہمیں یہ کہنا پڑتا ہے جیسا کہ "مسیحی" نے کہا:

کیا ہی احمق ہوں میں، کہ اس بدبو دار قیدخانے میں پڑا رہوں، جب کہ میرے سینہ میں وہ چابی موجود ہے جو مجھے یقین ہے "اے خداوند، اب اس وعدہ کو پورا کر

پس خدا کے وعدوں کو تلاش کرو،  
اور خدا کے حضور اس واضح جواب کے ساتھ اؤ کہ  
"اے خداوند، تو چاہتا ہے کہ میں تجھ سے کیا مانگوں؟"

اے خداوند، میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ وعدہ میرے لیے پورا ہو، یا وہ فضل مجھے دیا جائے، یا وہ ضرورت پوری کی جائے، یا وہ گناہ معاف کیا جائے۔"

پس، عزیزو، شفاعتی دعا میں  
یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنی دعا کو دلچسپی اور جوش سے بھرتے رہیں، اور یہ تبھی ممکن ہے جب ہمارے پاس واضح مقاصد ہوں۔

میں نے پایا کہ میں پوری دنیا کے لیے ویسی پرجوش دعا نہیں کر سکتا جیسی اپنے بچوں کے لیے کر سکتا ہوں۔  
میں نے محسوس کیا کہ میں پوری قوم کے لیے ویسے گرمجوشی سے دعا نہیں کر سکتا جیسے لندن کے لیے کر سکتا ہوں۔  
مگر جب میں لندن کے لیے دعا کرتا ہوں، تو میں کوشش کرتا ہوں کہ اُسے پورے جوش کے ساتھ کروں۔

خدا کا کلام ہمیں سکھاتا ہے کہ ہم سب آدمیوں کے لیے دعا کریں۔  
ہر طرح کے لوگوں کو اپنی دعا میں شامل کرنا چاہیے۔

دعا تب کرتا ہوں جب میں اپنی جماعت کے لیے دعا کرتا ہوں fervent مگر سچ کہوں تو، میں سب سے زیادہ  
کیونکہ مجھے اُن کی حالت کا زیادہ واضح اندازہ ہوتا ہے، اور اُن کی ضروریات کا زیادہ یقینی علم ہوتا ہے۔

اگر تم کسی خاص شخص یا کسی خاص مقصد کے لیے دعا کرنا چاہتے ہو  
تو جتنا زیادہ تمہیں اُس کے متعلق علم ہوگا، اتنی زیادہ تمہاری دعا میں گرمی اور زندگی ہوگی۔

ایسے کئی لوگ یہاں اس عبادت گاہ میں موجود ہیں جنہوں نے مجھ سے دعا کی درخواست کی ہے۔  
تو میں نے کوشش کی ہے کہ اُن کے لیے دعا کروں، اور میں اُمید کرتا ہوں کہ خداوند نے میری دعا سنی ہوگی۔  
مگر جب سے میں نے انہیں زیادہ جانا ہے، اُن کا گھر دیکھا ہے، اُن کی زندگی کو بہتر سمجھا ہے  
تب سے میری دعا زیادہ آزاد، زیادہ جوشیلی، اور زیادہ دل سے نکلنے والی ہو گئی ہے۔

پہلے وہ محض ایک تصور تھے،  
مگر اب میری اُن سے حقیقی واقفیت ہو چکی ہے۔

تم کتنی آسانی سے وہ باتیں یاد رکھ لیتے ہو جو کسی اور چیز سے جڑی ہوتی ہیں، یا کسی جگہ سے وابستہ ہوتی ہیں۔

یوں تمہیں وہ معاملہ یاد آ جاتا ہے جو لندن کے شہر میں تمہارے ساتھ پیش آیا تھا۔  
جب بھی تم بینک کے پاس سے گزرتے ہو، تو ٹھیک اُسی جگہ تم کہتے ہو  
میں نے یہاں فلاں شخص سے ملاقات کی تھی، اور اگلے ہی دن وہ فوت ہو گیا۔"  
یہ بات کبھی نہیں بھولے گی، بلکہ ہر بار جب وہاں سے گزرو گے، یاد آ جائے گی۔

یا شاید کسی دیہاتی راستے کے موڑ پر، کسی رہنمائی کے کتبے کے پاس، تمہارے ساتھ کوئی خاص واقعہ پیش آیا تھا۔  
تو زمین کا وہ مخصوص خطہ تمہیں ہمیشہ وہ موقع یاد دلاتا ہے۔

اسی طرح، جب ہم اپنے دوستوں کو دعا میں یاد رکھتے ہیں  
تو ہم اُن کے حالات سے آگاہ ہو کر، اُن کی صورت اپنے دل کی آنکھوں کے سامنے لاتے ہیں  
اور جیسے کہ اُن کی اندرونی ضروریات کو اُن باتوں سے جوڑتے ہیں جو ہم نے اُن کے ساتھ مشاہدہ کی ہیں، یا جن مشکلات  
میں ہم نے انہیں آزمایا ہے۔

کچھ نیک لوگ دوسروں کے لیے دعا نام لے کر کرتے ہیں۔  
بے شک، اگر تمہارے پاس لمبی فہرست ہو، اور تم مصروف آدمی ہو، تو ایسا ممکن نہیں۔  
مگر اگر تم کر سکتے ہو، تو نام لے کر دعا کرنا بہت اچھی بات ہے۔



مجھے وہ دعائیں بہت پسند ہیں، جن میں لوگ دوسروں کے لیے واضح طور پر اور کھلے الفاظ میں دعا کرتے ہیں، چاہے وہ مجمع کے سامنے ہی کیوں نہ ہو۔  
ہائے! ہم کتنا وقت برباد کرتے ہیں جب ہم بلاوجہ ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہیں

ہم کچھ ایسے لوگوں کو جانتے ہیں جو اپنے پاسبان کے لیے دعا کرتے ہیں، مگر ایسے پیچیدہ الفاظ میں کہ سننے والا بھٹک جاتا ہے۔  
وہ دائرے میں چکر کاٹتے ہیں، براہ راست اصل مدعا پر نہیں آتے۔

ایک آدمی صاف الفاظ میں یہ نہیں کہہ پاتا کہ  
"اے خداوند، میری بیوی کو نجات دے"  
بلکہ گھما پھرا کر یوں کہتا ہے  
اے خداوند، ہمارے اُن عزیزوں پر رحم کر جو خون کے رشتہ میں ہم سے جڑے ہیں، اور اُس پر جو ہمارے وجود کی شریک ہے۔  
ہاں، بے شک یہ الفاظ خوبصورت ہیں  
مگر کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ تم صاف الفاظ میں یوں کہو  
اے خداوند، میری بیوی کو تبدیل کر؟"

یہاں ایک بھائی ایسا بھی ہے جو دعا کی مجلسوں میں یہی الفاظ استعمال کرتا ہے  
اور جب وہ خدا کے حضور فریاد کرتا ہے، تو براہ راست اصل نکتے پر آتا ہے۔

پس، جب ہم خدا سے دعا میں مناجات کرتے ہیں  
تو سیدھے مطلب کی دعا کریں  
یہ جانتے ہوئے کہ ہم کیا چاہتے ہیں  
اور صاف طور پر اپنے حال کو اُس کے حضور بیان کریں  
اُس سوال کے جواب میں جو خداوند یسوع المسیح نے خود فرمایا  
"تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے لیے کیا کروں؟"

خداوند ہمیں سکھائے کہ ہم ایسی واضح اور سچی دعا کریں

وقت مختصر ہے،  
اس لیے ہم تیسرا نکتہ صرف ذکر کریں گے:

ہمارا خداوند یسوع مسیح جب اُس اندھے آدمی سے یہ سوال کرتا ہے  
تو وہ۔۔۔

بے روک ٹوک، بلکہ اپنے دل کی کثرت اور قدرت کی بے حد وسعت کو آشکار کرتا ہے۔

"تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے لیے کیا کروں؟"  
یہ ایسا ہی ہے جیسے کہنے کو ہو  
"جو کچھ بھی ہو، میں وہ کروں گا، میں وہ کر سکتا ہوں، بس مجھے بتا کہ تُو کیا چاہتا ہے۔"

نجات دہندہ کی قدرت کی کوئی حد نہیں  
اور نہ ہی وہ سائل کی درخواست پر کوئی قید لگاتا ہے۔

یہ اُس اندھے کا کام نہ تھا کہ وہ کہے، "اے خداوند، اگر تیری مرضی ہو۔"  
نہیں! اُسے تو یہ موقع ملا تھا کہ وہ جو کچھ بھی چاہے  
وہ دعا میں مانگ لے، اور اُسے وہ عطا کیا جائے گا۔

"اے بھائیو! یہ سوال "کیا میں کر سکتا ہوں؟"  
یہ مسیح کے لیے نہیں ہے  
بلکہ سوال یہ ہے کہ "تم کیا چاہتے ہو؟"

اب اے گنہگار، دیکھ کہ خداوند یسوع المسیح نے اُس شخص کی بینائی کے بارے میں  
کوئی تحقیق نہ کی  
، یہ نہ پوچھا کہ آیا وہ پیدائشی اندھا تھا  
، یا اُسے کسی بیماری نے اندھا کر دیا تھا  
یا اُسے سفید موتیا یا کسی اور آنکھ کی بیماری لاحق تھی۔

، نہیں! اُس نے بس فرمایا  
"تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے لیے کیا کروں؟"

کوئی بھی بیماری یا اندھیرا اُس کے لیے رکاوٹ نہ تھا۔  
کسی بھی شکل میں، کسی بھی درجے پر، وہ اُسے شفا دینے کے قابل تھا۔

، اور اے گنہگار  
!آج خداوند یسوع مسیح تجھ سے بھی یہی سوال کرتا ہے  
، وہ فرماتا ہے  
جو کوئی چاہے، وہ آ کر زندگی کے پانی کو مفت لے۔"

، وہ یہ نہیں دیکھتا کہ آیا تُو نیک تھا یا بدکار  
، تُو مقدس تھا یا ناپاک  
، تُو دینی تھا یا بے دین

، بلکہ وہ بس یہی پوچھتا ہے  
"تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے لیے کیا کروں؟"

، تیرے سب سے سیاہ گناہ بھی فوراً مٹ جائیں گے  
جب وہ خون کا سرخ رنگ انہیں چھو لے گا۔  
تیرے بدترین جرائم بھی ایسے پگھل جائیں گے جیسے  
برف دھوپ میں پگھل جاتی ہے۔

، تُو کبھی ایسا گناہ نہ کر سکے گا  
جو مسیح کے لمبے ہاتھ کی پہنچ سے باہر ہو۔  
تیرے گناہوں کا بوجھ کبھی اتنا بھاری نہ ہو گا  
کہ مسیح، جو گناہوں کا بوجھ اٹھانے والا ہے، اُسے نہ اٹھا سکے۔

تیرے گناہ اگرچہ سرخ رنگ کے ہوں، وہ اون کی مانند سفید ہو جائیں گے۔  
اگرچہ قرمزی ہوں، وہ برف سے زیادہ سفید ہو جائیں گے۔

، کچھ ہم جیسے لوگ نا امید ہوتے  
اگر ہمیں یقین نہ ہوتا کہ مسیح سب سے بڑے گنہگاروں کو بھی بچا سکتا ہے۔  
، ہم کب کا مایوسی میں ڈوب چکے ہوتے  
:اگر ہمیں یہ سنہری حروف میں لکھا نہ ملتا

"جو کوئی میرے پاس آئے گا، میں اُسے ہرگز خارج نہ کروں گا۔"

!یاد رکھو  
، جان بنیان نے اس آیت پر ایک گہرا نکتہ بیان کیا تھا  
، اُس نے کہا تھا  
"یہ 'جو کوئی آئے' کون ہے؟"  
، یہ دنیا کے کسی بھی حصے سے کوئی بھی ہو، وہ جو بھی ہو، اگر وہ آئے  
"تو مسیح اُسے ہرگز خارج نہ کرے گا۔"

اگر تُو مسیح کے پاس آئے گا، وہ اپنا کلام ضرور پورا کرے گا۔  
وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا  
وہ اپنے ہی وعدے کے خلاف نہیں جا سکتا۔  
!اگر تُو اُس کے پاس آئے گا، تو وہ تجھے ہرگز خارج نہ کرے گا

تو کیا چاہتا ہے کہ وہ تیرے لیے کیا کرے؟

اے ایماندار،  
کیا تیرے دل میں کوئی خواہش ہے؟  
کیا تیری روح میں کوئی تڑپ ہے؟

!دیکھ  
مسیح یہ نہیں کہتا کہ  
"اگر ممکن ہوا، تو میں یہ رحم دوں گا"

بلکہ وہ کہتا ہے  
"میں تمہارے لیے اُس سے بھی بڑھ کر کر سکتا ہوں"  
جو تم مانگتے ہو یا سوچ سکتے ہو۔"

میں نے بعض بھائیوں کو یہ آیت یوں پڑھتے سنا ہے، "ہماری مانگ اور سوچ سے بھی بڑھ کر۔"  
میں ان سے معذرت چاہتا ہوں، لیکن یہ صحیفے کا درست حوالہ نہیں ہے۔  
صحیفہ کہتا ہے

"ہماری مانگ اور ہماری سوچ سے بڑھ کر"

!یعنی، جو کچھ ہم مانگتے ہیں، اُس سے بھی بڑھ کر

خدا کسی انسان کے منہ کو اپنی رحمتوں کی وسعت کے مطابق کھول سکتا ہے  
اور وہ ہمیں مانگنے کے قابل بنا سکتا ہے۔

لیکن عام طور پر، وہ ہمیں ہماری درخواستوں سے بھی زیادہ دیتا ہے۔

لہذا، کبھی اپنا منہ اس وجہ سے بند نہ کرو کہ تمہیں کوئی رحمت زیادہ بڑی لگتی ہے۔

جس نے اپنے بیٹے کو بھی نہ بخشا بلکہ ہم سب کے لیے اُسے دے دیا"  
"وہ اُس کے ساتھ ہمیں سب چیزیں مفت کیوں نہ دے گا؟

!اپنی مانگ کو محدود مت کرو  
!اپنی خواہش کو وسیع کرو  
!اپنا منہ کھول اور وہ اُسے پھر دے گا

!وہ تمہیں کھلا اختیار دیتا ہے، جو چاہو اُس سے مانگو

وہ تمہارے سامنے یہ وعدہ رکھتا ہے  
خداوند میں مسرور رہ، اور وہ تیرے دل کی مرادیں پوری کرے گا۔"

پس ہماری ایمان کے مطابق ہو  
!اور جلال صرف اُسی کا ہو۔ آمین

بیان از سی. ایچ. سپرجین

لوقا ۱۰: ۱۳-۲۳

اور وہ سبت کے دن ایک عبادت گاہ میں تعلیم دے رہا تھا ۱۰-۱۲  
اور دیکھو، وہاں ایک عورت تھی جو اٹھارہ برس سے کمزوری کی روح میں مبتلا تھی  
اور وہ جھکی ہوئی تھی اور کسی طرح سیدھی نہ ہو سکتی تھی۔

اور جب یسوع نے اُسے دیکھا  
(اپنی وہ تیز نظر، جو ہمیشہ اپنے سامعین کے ساتھ ہمدرد تھی)

اُس نے اُسے اپنے پاس بلایا اور اُس سے کہا ۱۲-۱۴  
"اے عورت، تُو اپنی کمزوری سے آزاد ہو چکی ہے"

اور اُس نے اپنے ہاتھ اُس پر رکھے  
اور فوراً وہ سیدھی ہو گئی اور خدا کی تمجید کرنے لگی۔

لیکن عبادت گاہ کا سردار غصے میں بھر آیا  
کیونکہ یسوع نے سبت کے دن شفا دی تھی۔

پس اُس نے لوگوں سے کہا

"چھ دن ہیں جن میں آدمیوں کو کام کرنا چاہیے"  
"سو اُن میں آؤ اور شفا پاؤ، لیکن سبت کے دن نہیں"

کتنی سرد دلی اور سنگدلی کے ساتھ اُس نے یہ الفاظ کہے ہوں گے  
یہ تم خود اندازہ لگا سکتے ہو۔

جب کسی کو اپنی بیماری سے آزاد ہوتے دیکھ کر بھی  
کسی کے دل میں خوشی نہ ہو  
تو یہ ثابت کرتا ہے کہ اُس کا دل انسانی ہمدردی سے خالی ہو چکا ہے  
اور مذہبی سخت گیری نے اُس کی روح کو خشک کر دیا ہے۔

اُس نے مسیح سے براہ راست کچھ کہنے کی جرأت نہ کی ۱۴  
شاید مسیح کے رُعب و جلال نے اُسے روک دیا تھا  
چنانچہ اُس نے لوگوں پر حملہ کیا  
اور درپردہ مسیح کو بھی نشانہ بنایا۔

لیکن ہمارے خداوند نے اسے جواب دینے میں کوئی گریز نہ کیا۔

تب خداوند نے اُسے جواب دیا اور کہا ۱۵-۱۷  
اے ریاکار! کیا تم میں سے ہر ایک سبت کے دن اپنے بیل با گدھے کو تھان سے کھول کر پانی پلانے نہیں لے جاتا؟"  
پس کیا یہ مناسب نہ تھا کہ یہ عورت، جو ابرہام کی بیٹی ہے  
جسے شیطان نے دیکھو، ان اٹھارہ برسوں سے جکڑ رکھا تھا  
"سبت کے دن اس بندھن سے آزاد کی جاتی؟"

جب اُس نے یہ باتیں کہیں  
تو اُس کے سب مخالف شرمندہ ہوئے  
اور تمام لوگ اُن جلالی کاموں کے سبب خوشی منانے لگے  
جو اُس کے وسیلے سے کیے گئے تھے۔

یہودیوں نے سبت کو محض کابلی اور عیش و آرام کے دن میں بدل دیا تھا۔  
!وہ صرف ایک ہی چیز سے باز رہتے تھے، اور وہ کچھ کرنا تھا  
،مگر سبت کبھی بھی کابلی اور آرام کے لیے نہ تھا  
بلکہ یہ خدا کی عبادت کے لیے تھا۔

رحمت کے کام اور پرہیزگاری کے اعمال  
سبت کے تقدس کو توڑنے کے بجائے، اُسے مقدس بناتے ہیں۔

،اور جب ہمارے نجات دہندہ نے اُس بوجھل عورت کو آرام دیا  
تو حقیقت میں، اُس کے بدن اور اُس کی جان میں سبت قائم کیا۔

پھر اُس نے کہا ۱۸-۱۹  
خدا کی بادشاہی کس کے مانند ہے؟  
"اور میں اُسے کس سے تشبیہ دوں؟"

،یہ رائی کے دانے کی مانند ہے"  
،جسے ایک آدمی نے لیا اور اپنے باغ میں بویا  
،پس وہ بڑھا اور ایک بڑا درخت بن گیا  
یہاں تک کہ ہوا کے پرندے اُس کی شاخوں میں بسیرا کرنے لگے۔"

تھوڑی سی فضل کی روشنی، بڑی برکت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔  
،اگر تمہارے پاس ابھی ایمان کم ہے  
تو بھی اُس کے لیے خدا کا شکر ادا کرو۔  
،اُسے مسیح کے حضور لے آؤ، اُس پر بھروسہ کرو  
اور تمہارا رائی کے دانے جتنا ایمان ایک درخت بن جائے گا۔

یہی اصول انجیل کی ساری دنیا میں ترقی پر بھی لاگو ہوتا ہے۔  
،ہمیں کبھی خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے اگر ہم تھوڑے ہوں  
،کیونکہ اگر ہمارے پاس سچائی ہے  
تو وہ زندہ رہے گی اور ترقی کرے گی۔

،اگر سچائی رائی کے دانے کی مانند بھی ہے  
تو اُس میں زندگی اور قدرت ہے، اور وہ ضرور بڑھے گی۔  
،ہمیں اقلیت میں ہونے سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے  
کیونکہ اکثریت ہمیشہ حق پر نہیں ہوتی۔

پھر اُس نے کہا ۲۰-۲۱  
میں خدا کی بادشاہی کو کس سے تشبیہ دوں؟"

،یہ اُس خمیر کی مانند ہے  
،جسے ایک عورت نے لے کر تین پیمانہ اٹے میں چھپا دیا  
"یہاں تک کہ سارا اٹا خمیر ہو گیا۔"

،بعض لوگ اس تمثیل کو بدی کی قوت کے بیان کے طور پر پڑھتے ہیں  
اور یقیناً یہ اُس کی تصویر کشی کرتی ہے۔  
،لیکن یہ نیکی کی طاقت کو بھی ظاہر کرتی ہے  
کیونکہ یہ اُسی بادشاہی کی مثال کے طور پر دی گئی ہے۔

حق اگر کسی کے دل میں ہو، تو وہ اندر سے کام کرتا ہے  
اُسے بدلتا ہے، اور اُس کی ساری فطرت پر چھا جاتا ہے۔

---

اور وہ شہروں اور دیہاتوں میں ہو کر تعلیم دیتا ہوا یروشلیم کی طرف جا رہا تھا۔ ۲۲-۲۳  
تب کسی نے اُس سے کہا:

"خداوند، کیا نجات پانے والے تھوڑے ہیں؟"

!یہ وہی سوال ہے جو میں نے بار بار سنا ہے  
آخر لوگ اس سوال کو پوچھنے میں اتنی دلچسپی کیوں لیتے ہیں؟

مجھے لگتا ہے کہ بعض لوگ ایسے سوال کرتے ہیں جیسے وہ چاہتے ہیں کہ کم لوگ نجات پائیں  
اگر وہ ہمارے 'ایبیزر' یا 'رحوبوت' میں نہیں آتے، تو اُن کا کیا ہوگا؟  
کیا واقعی کوئی نیکی اُن کے نصیب میں ہو سکتی ہے  
جو ہمارے 'سیلم' اور 'عنود' میں نہیں آتے؟

ایسا سوچنا تنگ نظری ہے،  
لیکن اے بھائیو،  
خدا ہمیں اس تنگ دلی سے نکالے  
!اور ہمیں یہ خواہش عطا کرے کہ بے شمار لوگ نجات پائیں

شاید آسمان میں ہمارا ایک بڑا حیران کن انکشاف یہ ہوگا  
کہ وہاں زیادہ لوگ ہوں گے  
بہت زیادہ لوگ  
!جن کے بارے میں ہم نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ وہ وہاں پہنچیں گے

لیکن یسوع نے اس سوال کا کیسا جواب دیا؟  
اُس نے کوئی براہ راست جواب نہ دیا  
!بلکہ بہترین جواب دیا

---

اور اُس نے اُن سے کہا ۲۳:  
"تنگ دروازے سے داخل ہونے کی کوشش کرو"  
کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ بہت سے لوگ  
!داخل ہونے کی کوشش کریں گے، اور قادر نہ ہوں گے

خدا کے حضور پہنچنے کے لیے کوشش کرو  
جدوجہد کرو  
کیونکہ بہت سے لوگ صرف خواہش کریں گے  
!مگر کبھی داخل نہ ہو سکیں گے

یا اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ  
ابھی تنگ دروازے سے داخل ہونے کی کوشش کرو  
کیونکہ ایک وقت آئے گا جب داخل ہونا ناممکن ہوگا۔

اور شاید یہی اس آیت کی حقیقی تعلیم ہے۔